

قَالَ النَّبِيُّ هَذَا الزَّكَاةُ الْفَتَنُ بِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ (وَتُخَارِصُ شَرَّيْهِ)
ترجمہ :- اِن دینی نجد میں اُبزنے والے فتنے ہوتے ہیں اور اس میں سے نکلیں گے قرن شیطان کا

الحمد للہ کہ کتاب مستطابہ

الموسومہ

تاریخ نجد

یعنی

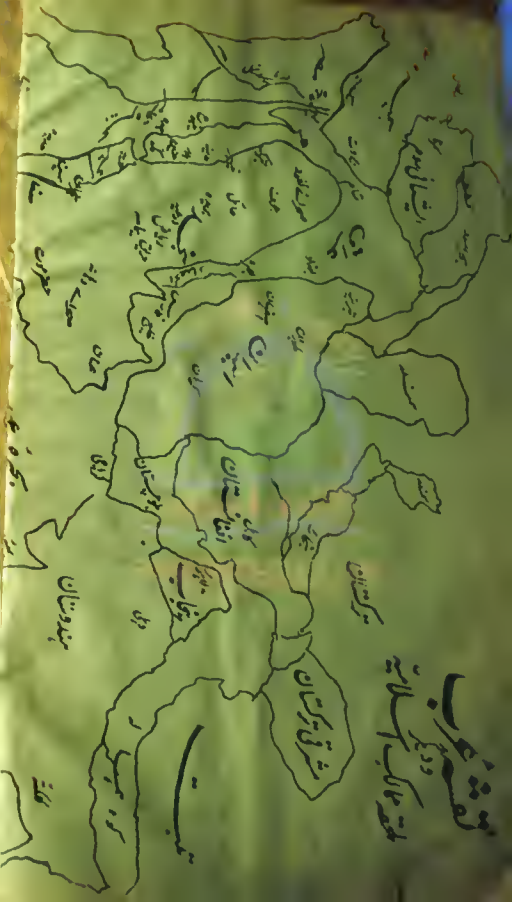
حقیقت و ہابیہ

چمن میں

سجدہ اور شیخ نجدی اور اس کے بنا کردہ فرقہ و ہابیہ کے حالات عقائد اور
کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔ کہ اس نے آج سے سو اٹھ سال پیشتر کس بےوردی
سے مسلمانوں کو قتل کیا۔ ان کے اموال لوٹے اور ان کے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کی۔
جس پر ترک غازیان اسلام پیشتر یکف نکلیے اور نجدیوں کو بد اعمالیوں کی خوب سزا دی
ابن سعود کی سابقہ مسلم کشی اور طائف میں تازہ مظالم کا بھی اس میں ذکر ہے
انجمن حزب الاحناف لاہور نے اپنے اسلامی بھائیوں کو حقیقت حال سے باخبر کرنے کے
لئے ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۳ء میں شائع کیا

مہر قدرت اللہ پرنٹر جمیانا

مفتی مالک علی لائیہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض حال

مخدومہ و فضلی علی رسولہ الکریمہ و علی الذوالحکامہ اجمعین۔ یا اللہ مجھے توفیق دے کہ میں ہر فرقہ و نجدیہ کی صبح صبح یا چ سلازوں کے سامنے پیش کر سکوں۔ تاکہ ان کو اس فرقہ کے عقائد سے اطلاع ہو۔ اور وہ باخبر ہو کر صبح صبح متوجہ ہو سکیں۔ یہ تمام واقعات جو مذکور ہو چکے ہیں۔ یعنی ہیں اور تمام سلاطین ترکی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ نیز ان کے گھوڑے یا بریٹنیہ کے میں متصل مذکور ہیں عربی تاریخیں متعلق جنگاں تو بامشہور ہیں ان واقعات کی صداقت پر شاہد ہیں۔ سنہ ۱۳۱۲ء میں ایک کتاب ”وہابی نامہ“ مکتبہ میں مسمی تھی جو عربی کتاب کو ترجمہ ہے۔ اس سے اور نیز مفتی محمد مسٹر کی کتاب ”الذوالسنیۃ“ اور کتاب مذاہب سلا سے جو بڑی تحقیق سے ہر فرقہ کی اپنی کتابوں سے مرتب کی گئی ہے۔ میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ لہذا اس کے تمام واقعات صحیح صحیح ہیں۔

لغتہ ”وہابیہ نجدیہ“ ایک سو اسی سال کے بعد پھر کمر اٹھا ہے۔ اس وقت عالم سعود جس کے کارنامے مذکور ہوئے فرقہ نہیں ہاں ابن سعود زندہ ہے۔ شریف مکہ نے سلطان المعظم سے بناوٹ کی اور غداری کے گناہ کی اس کو ملن کے ماتحتوں منظمی۔ جن کو ہندو روم و کابل و مصر الغرض دنیائے اسلام اگر کافر کا لفظ سخت نہ ہوتا تو یہ دین تو ضرور کہتی ہے۔ اس سے زیادہ شریف کی ذلت کہا ہو گی کہ وہ دہلیوں کے ماتحت نہ ہیں۔ ہمیں شریف سے کوئی ہمدردی نہیں۔ وہ جتنا ذلیل و خوار ہو بہتر ہے مگر کوئی مسلمان جسے وہابیوں کی گزشتہ تاریخ سے واقفیت ہو گوارا نہیں کر سکتا کہ ان کا قدم ناموس و حیا کی مقدس سرزمین میں جسے لوہر مسلمان پھر اپنے بزرگوں کے مقامات متبرکہ کو منہدم چوتے دیکھیں۔

ہمارے بھولے بھائے مسلمان بھائی جن کو دہلیوں کی تاریخ اور اعتقادات سے

ای میں سمجھتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ شریف کوڑے سے مخلصی حاصل ہوئی۔
 عوام کی سرکسرت سے ہم آہنگ ہیں مگر جیسا کہ صدر جمعیتہ العلماء نے ظاہر
 فرمایا ہے ہم کہتے ہیں کہ وہابیوں کا حجاز پر قبضہ مسلمانوں کے لئے شریف کے قبضہ سے زیادہ
 دہل جان و ضرر رساں ہے اور ہمیں گوارا نہیں کہ ان کی حکومت وہاں قائم ہو۔

میں بات کے ثبوت میں کہ وہابی نہایت بے ادب فرقہ ہے۔ ہم ان کی گزشتہ
 تاریخ سے چند ورق پیش کرتے ہیں اور ان کے حمایتیوں سے جو اپنے آپ کو تقیہ سے
 مست فخر کرتے ہیں چھتے ہیں۔ کیا آپ ان بے ادبوں کو جو وہابیوں سے
 آج سے سو سو سال پیشتر حرمین شریفین میں سرفراز ہوئے جائز سمجھتے
 ہیں۔ اگر نہیں سمجھتے تو بتائیں کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ وہابی اب انہی
 حرکات کے پھر تک نہیں ہو گئے کیا انہوں نے اپنے اعتقادات بدل لئے ہیں یا
 نہیں نہ اپنے بزرگوں کے افعال پر انہیں نفرت کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو اس کا کیا ثبوت
 ہے؟ لاؤ اور پیش کر دے۔ اگر کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو خدا کے لئے ان کی
 حمایت میں توجہ بلند کر کے بے خبریوں کو گرا کر دے۔

فرقہ الہدیٰ ریش جس کے عقاید بہت کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔ اور جو زبان
 سے کہے جاتا ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں۔ ہم ان کی دو خصلتوں سے بیزار ہیں دیکھو
 ذاب مدنی حسن خاں کا رسالہ حلقہ فی احوال الصالحین مستتر۔ اگر ان کے غلبہ پر
 انہیں مستتر کرے اور ابن سعود کو مبارکباد بذریعہ تار برقی بھیجا نجاس مستتر
 منعقد کرے اور بتائے کہ حرم شریف وہابیوں کے آنے سے پاک ہوا ہے۔ تو حق بجانب
 ہے کیونکہ ہر ایک کو اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کی کامیابی پر خوشی منانی چاہیے۔ مگر اسے
 یہ خیال نہ ہو کہ وہابیوں کو فور سے دیکھو کہ تم سے کن کی فتح پر خوشیاں منانے
 لگا ہوا ہے۔ کیا تم اس بات پر خوش ہو سکتے ہو کہ تمہارے بزرگوں
 نے نہایت مذہب۔ مگر گئے جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسل کرنے اور

ان کے عقائد پر چڑھ جائیں کہ ان کے ہم عقیدہ لوگوں نے ہی وہابی کہنا چھوڑ دیا جو انہیں
 ان کے عقائد پر بعض ناواقف اندیشہ مند سے رہے ہیں۔

ان پر درود بھیجنے سے بکھر روک دیا جائے اگر تم اس پر خوش ہو تو دے
گزارشیں امر و نہی بود فرمائیے۔ ہمیں نہ شریفیت سے تعلق نہ مذکور سے لگاؤ نہ
تعلق جہاز سے اسلامی و نہ یہی ہے مگر شریفیت کی ذمت ہوئی ہو، ہمیں کوئی مسئلہ نہیں
ہمیں مجاہدوں کے قبضہ پر صدائے احتجاج بلند کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اگر ان کی
گنہ شتہ مار سچ بدنامی سے پاک ہوئی مگر دنا تو اسی بات کا ہے کہ کبھی بڑا بے ادب
فرق ہے۔ تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھ کر قتل کرنا اس کے نزدیک بڑے ٹوبہ کا کام
ہے اس نے کوئی مسلمان اس کے قبضہ جہاز پر خوش نہیں ہو سکتا۔

نجد و امیر نجد

نجد ایک ملک ہے جو حجاز اور عراق یا یوں کہو کہ مکہ اور بصرہ کے درمیان میں
ہے اس کے دو دربار بعد میں شام، مابین شمال۔ عراق طرف مشرق۔ حجاز سمت
مغرب۔ یہاں مہ سونے جنوب ہے۔

نجد کے معنی ہی بلند زمین کے ہیں چونکہ یہ حجاز و غیرہ سے بلند کی بد واقع ہے اس نے
اس کا نام نجد ہے اس کی لمبائی شمالاً جنوباً ساڑھے بیس سو اور مشرقاً غرباً ساڑھے
چار سو میل ہے۔ رقبہ ایک لاکھ اسی ہزار مربع میل ہے۔ یہ ملک شمال جنوب اور مشرق
کی طرف ریگستانی صحراؤں سے گھرا ہوا ہے۔ صرف مغرب کی طرف حجاز اور عیسرائیاد
ملک ہیں۔ جبل شمر۔ قاسم۔ عریہ۔ حریق۔ یہاں اور وادی و داسیر اس کے
بڑے حصے ہیں۔ نجد سرسبز ملک ہے اس کے ٹھوڑے مشہور ہیں۔

نجد کی آبادی کا اندازہ دس لاکھ کیا گیا ہے یہ یمن اور عسیر سے آٹھ لاکھ کہہ
حجاز سے سات لاکھ زیادہ ہے اس حساب سے نجد کی آبادی حجاز یمن و عسیر سے نصف
ہے۔ نجدی ہمیشہ شاہان اسلام سے بغضتہ رہے ہیں انیسویں صدی کے شروع میں
انہوں نے ترکوں سے اس وقت بغاوت کر دی جب کہ وہ یمن سے مصر میں ہجرت
کئے۔ جب ترکوں کو ادھر سے فراغت ہوئی۔ تو محمد علی پاشا غلام مصر نے شہر یمن
پھر نجدیوں کو مطیع کیا۔ اس وقت نجد کا پایہ تخت درعیہ تھا۔ شہر میں نجد کو حکومت بصرہ
کے ماتحت ایک صوبہ قرار دیا گیا۔ اس کا دالی حنفیہ میں رہتا تھا اس سے بیس برس کے

عرض کیا سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں فرمایا حضور نے اسے خدا برکت کر
 ہمارے لئے ولایت ہماری شام میں اسے خدا برکت کر ہمارے لئے ولایت ہماری یمن میں
 عرض کی سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں (مجھے گمان ہے کہ تیسری مرتبہ حضرت فرمایا)
 وہاں (نجد میں) اترنے اور فتنے ہونگے اور اس میں نکلیگا قرن (مگر وہ احوال) شیطان
 کا روایت کیا اسے بخاری نے۔ ایک روایت میں ہے کہ دو قرن نکلیئے۔ علماء نے ایک
 قرن شیطان سے میلہ کذاب مراد لی ہے اور دوسرے سے ابن عبد الوہاب کو اور فرمایا
 مشرق سے (نجد حجاز سے مشرق کی طرف ہے) کچھ لوگ نکلیئے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ
 ان کے عملوں سے تجاوز نہ کرے گا جب ایک قرن ختم ہو جائیگا۔ تو دوسرا قرن آجائے
 گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے آخر مسیح جہاں کے ساتھ ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے ان کی علامت یہ بھی بتائی ہے کہ وہ سرگٹھیں گے چنانچہ
 شیخ نجدی اپنے متبع کو سرگٹھانے کا حکم دیتا اور سرگٹھہ نہیں دیتا تھا۔ جب تک
 کہ سرگٹھہ دیتا بلکہ عورتوں کو سرگٹھانے کا حکم دیتا تھا۔

لطیفہ۔ ایک مرتبہ ایک عورت مجبوراً اس کے دین میں داخل ہوئی اس نے
 حکم دیا کہ وہ سرگٹھائے اس نے کہا میں اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتی جب تک
 کہ تو مردوں کو بھی ڈاڑھی منڈوانے کا حکم نہ دے۔ کیونکہ عورتوں کے سر کپال مردوں
 کی ڈاڑھی کی طرح ہیں اس پر شیخ نجدی مہبوت ہو گیا۔

ایک اور حدیث میں حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کو مذہب دیا ہے جو ان
 مبتدعین کو بدک کریں یا ان کے ہاتھ سے مارے جائیں۔

یہاں تمام احادیث کے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں۔ علامہ سیّد علوی بن حمد
 بن حسن بن القطب السید عبد اللہ الحمد ابو علوی نے اپنی کتاب جلاء الظلام
 فی الرد علی النجدي الذی افضل العوام میں جو شیخ نجدی کے رد میں بہت بڑی
 کتاب ہے۔ بہت سی احادیث بیان کی ہیں اور شیخ الاسلام مولانا السید احمد بن
 زینی و حلان مفتی بیت اللہ الحرام نے التدریس فی الرد علی الوهابیہ میں
 بھی ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مصری کتب خانہ کثیریہ لاہور سے مل سکتا ہے۔

یہ سجد کی عزت بیان فرماتے ہیں کوئی شک نہیں۔ مگر گمان اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیسری مرتبہ فرمایا
 فرمایا چنانچہ ازاں ۴

فرقہ و بابیہ کی ابتدا و تعداد

کتاب مذاہب اسلام کے صفحہ ۶۴ میں لکھا ہے۔ کہ شیخ نجدی کی مذہبی تبلیغ کی ابتداء ۱۲۳۷ھ کو ہوئی۔ یعنی اُن کے مذہب کو دنیا میں شروع ہوئے صرف دو سو سال ہوئے ہیں ہندوستان میں اس مذہب کو سید احمد صاحب رائے بریلی ۱۲۷۷ھ میں لائے۔ محمد اسماعیل صاحب نے ان کی تقلید کی پس یہاں اس کی عمر سو سال کی جتنا اسلام کو ہندوستان میں داخل ہوئے دو سو برس ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس تمام ہندوستان کی مردم شماری کے فرقہ وارانہ اعداد و شمار نہیں مگر عرب کے معلوم ہیں۔ ہاں مذہب خلیفہ ملک پنجاب کی تائید پرورٹ موجود ہے اس سے اس فرقہ کی تعداد اور اس کی قدامت معلوم ہو سکتی ہے۔

پنجاب میں اسلام کو گیارہویں صدی عیسوی کی ابتدا سے استحكام حاصل ہوا۔ یہ دین حقہ ساٹھویں صدی میں لایا گیا ہے۔ کوئی بے وقوف سے بے وقوف شخص بھی دسواں صدی کے جس کو شیخ نجدی کی طرح ملہم کرنے کا باطل دعوے ہو یا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام سے قبل مذہب نہیں۔ ہم نے جس طرح اپنے آباد جہاد کو قرآن و نذر و دیگر ارکان اسلام اور کرتے دیکھا۔ اسی طرح ہم ملت حنیفہ کے پیر ہوئے اس نے کوئی نئے فرقہ کا پیر نہ کیا۔ اپنی تیرہ چار پشت پر نظر کرے گا تو اسے اپنے اجداد میں نہ کوئی ابجدیٹ و کھانی دیکھائے احمدی نہ پیغمبری نہ چکڑا الوی۔ اگر اس کے باپ دادا مسلم تھے تو بھی اگر نہ تھے تو بھی اسے حنفی ہی نظر آئیں گے۔ سان جہ یہ فرقوں کے اعداد خود ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ ان کی ابتدا اسلام سے صدیوں بعد ہوئی ہے۔ اور

اس نے اس کتاب سے بہت سی باتیں فرقہ و بابیہ کے متعلق اخذ کی ہیں۔ فرقہ مذکور کے واقعات کتاب سوانح الرضیہ فی ذکرہ الارضیہ و دیگر تذکرہ الناظرین فی مسجد الاولین و الآخرین، تالیف جعفر بن اسماعیل حسنی مدنی، تاریخ ہندوستان مولفہ شمس العلماء و ذکا و اللہ صاحب، تذکرہ شمس، کتاب السیاحۃ، قراہ مستقیم، تقویۃ الابیان اور فرقہ و بابیہ کی اپنی مکی ہوئی کتابیں جو سب بابیہ کے کتب خانہ میں ہیں۔ کتاب مذکور میں درج شدہ حقائق کی صحت کی ذمہ دار ہیں۔

مرث ہیں ہوئی ہے۔ جہاں اسلامی شان و شوکت کو نڈال شرع ہوا اور وہی آزادی نے لائبرسٹی کا دروازہ کھول دیا دیکھو کابل میں قانون اسلامی نافذ ہے۔ وہاں لائبرسٹی کو فتور برپا کرنے کی مجال نہیں۔ اب تک اسے آج تک وہ ملت حنیفہ ہی کے پرہیزگار ہیں۔

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ میں۔ امام مالک رحمہ اللہ میں۔ امام شافعی رحمہ اللہ میں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ میں انتقال فرما گئے۔ ان چاروں اماموں کے مذاہب کے اصول میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسلامی فتوحات کی وسعت اور مختلف قوموں کے سعلقہ گوش یا تابع اسلام ہونے سے نئے نئے مسائل پیش آئے جن کا حل ہر ایک امام نے نیک نیتی سے کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ اور تمام امت محمدیہ کا چاروں مذاہب حق پر اجماع ہو گیا۔ بعد والوں کو زمانہ انہوی سے بعد کی وجہ سے نہ ان جیسے تفقہ کا پایہ حاصل ہوا نہ ضرورت رہی لہذا تیسری صدی کے بعد عالمان دین نے ان کی تقلید ہی میں ذریعہ نجات سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بارہویں صدی میں شیخ نجدی نے خود راہی سے کام لیا۔ تو دنیا کے عالمان دین مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی کفریات پر اظہار نفرت کیا۔

اب کوئی اہل صہبت یا اور نئے فرقتے والا لاکھ طرح دھوکا دے اور اپنے آپ کو اسی مذہب کا پابند بتائے جو قرن اقل میں تھا۔ مگر وہ اہل بصیرت کو جن کو تاریخ مذاہب سے واقفیت ہے۔ جل نہیں دے سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پنجاب میں اہل حدیث کی تعداد اس وقت ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔ جو صرف دس سال میں حنفیوں کی بے پردائی اور غفلت کی وجہ سے دو گنی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے بہت ہی کم تھی اور سو سال پہلے صفر تھی۔ پچیس سو سال کے عرصہ میں صفر سے ترقی کر کے آج ساٹھ ہزار کی تعداد حاصل کرنا قابل رشک ہے۔ کہ اہل حدیث بالکل نیا فرقہ ہے اور قرون اوڈنی اسلامیہ میں اس کا کچھ پتہ نہیں۔

برخلاف اس کے مذہب حنفیہ کو دیکھیں کہ ہندوستان میں نابھ حق کی منادوں کو مارنے کے لئے یہی مذہب آگے بڑھا اور باوجود تفرقہ پرانہ آزاد طبائع لوگ (شیعوں وغیرہ) ملت حنیفہ سے بتعداد ۳۰ لاکھ ۹۰ ہزار الگ ہو گئے ہیں۔ پھر بھی اس کے متبعین

کی۔ دیکھ کر ڈر۔ ۱۰۰ لاکھ ۵ ہزار اور ۴ سو ۲ ہے یعنی تو میں سے سناؤں سے
 زیادہ ب بھی تنفی میں اور بے ادب فرتے باوجود طرح طرح کی فریب کاریوں اور
 حقیر کے ب بھی تین فی صدی سے کم ہیں۔
 ان تمام حقائق سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سرائے ملت خفیہ کے تمام دیگر
 درجے جہ میں اور ان کو اسلام سے بہت دور کی نسبت ہے ۔

مذہب نجدی

نجدی اپنے آپ کو حبشی کہتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی مذہب کے پابند
 نہ تھے۔ انہوں نے تمام کتب فقہ و تفاسیر جلا دی تھیں۔ قرآن کے معنی اور تفسیر اور
 روایہ کی تقسیم اپنی رائے کے مطابق کرتے۔ بعد از نماز دعا مانگتے۔ مسلمانوں کو کافر کہتے
 درن کا قتل مباح جانتے تھے۔ ان کا کل احادیث، اقوال و صحابہ و تابعین، ائمہ مجتہدین
 اور جمیع قیاس صحیح کے خلاف تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے جو شیخ نجدی کی گرفت
 سے باہر تھا۔ اسے اجماع امت کے خلاف نیا مذہب اختیار کرنے اور تمام دنیا کے علماء
 و فضلا کو کاذب سمجھنے پر ایک دلی آریز مشعل سے چھوٹا ثابت کیا۔ اس نے کہا۔
 کہ اگر ایک ایسا شخص جس پر کتنے یمن ہو کہ وہ دیندار اور امین ہے بیان کرے
 کہ پہاڑ کے نیچے ایک فوج تھوڑی جلا کر یہ کہہ دے کہ میں ہوں۔ تو ہزار سوار ان کے مقابل
 کے لئے روانہ کرے گا وہ کتنے اگر تائیں کہ وہاں منیم کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور
 فی الواقع وہاں کوئی موجود بھی نہ ہو۔ تو کیا ان ہزار سوار دل کو سچا سمجھے گا۔ یا اس شخص
 جس پر کتنے صادق ہونے کا اعتبار تھا۔ نجدی نے جواب دیا مجھے ہزار ہی کو سچا سمجھنا
 ہوتا۔ اس پر شخص مذکور لے گیا کہ تمام مسلمان علماء نے گزشتہ دو سو سالوں
 میں تیرے حوال کی تکذیب در ذکر کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہزار ہا استخفاف
 کی بات مائیں در نیچے ویسا ہی کاذب سمجھیں جیسا کہ تو ایک شخص کو بمقابلہ ہزار
 ہوا سمجھنے پر مجبور ہوا۔ پھر شخص مذکور نے شیخ نجدی سے توسل دوسید پیر مارہار کاہ
 نامی میں دعا مانگنے پر گفتگو کی اور کہا حضرت عمرؓ نے قبل پیدائش نبی صلی اللہ وآلہ
 وسلم سے حضرت آدمؑ کے توسل کی حدیث روایت کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ بتانے

کے لئے کہ نبی ﷺ سے توسل کرنے کے علاوہ مسلمان امت سے بھی توسل جائز ہے طلب
بارش کے لئے حضرت عباسؓ تم توسل گئے دسید سے بارگاہ الہی سے نزدیکی باران
رحمت کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اور خوب مینہ برسا جب کہ حدیث سے ثابت ہے
نجدی اس کا بھی کچھ جواب دے سکا اور مہبت و حیران رہ گیا۔

شیخ نجدی نے دلائل انجیزات وغیرہ درود کی کتاب میں جلد ہی تہذیب اور اپنے
متبعین کو کتب فقہ و تفسیر و حدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا۔ ہر پیر کو اجازت
دیدہ تھی۔ کہ قرآن کریم کی تفسیر اپنے فہم کے مطابق کرے۔ ائمہ اربعہ کے اکثر اقوال
کو کہہ دیا کرتا تھا۔ کہ وہ بیچ ہیں۔ کبھی اشتباہ ڈالتا اور کہتا تھا کہ امام تو حق پر
میں مگر ان کے متبعین علماء جنہوں نے مذاہب اربعہ میں کتابیں تالیف کی ہیں
گمراہ ہیں۔ اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہے کبھی کہتا تھا۔ شریعت تو
ایک ہی ہے ان لوگوں نے چار مذہب کیسے بنا لئے ہم تو کتاب اللہ و سنت رسول
اللہ پر ہی عمل کرتے ہیں۔ کسی متصری یا شامی یا نجدی کے قول کی پیروی نہیں کرتے
اس سے اس کی مراد اکابر علمائے احناف و حنابلہ وغیرہ ہیں جنہوں نے اس کے
رد میں کتابیں لکھیں۔ فقہ مختصر شیخ نجدی کے نزدیک حق وہی تھا جو اس کی مخالفت
کے مطابق ہو۔ اگرچہ نصوص شرعیہ و اجماع امت کے مخالف ہو۔ اور باطل و وہ تھا
جو اس کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔ اگرچہ وہ نص جلی سے جس پر اجماع امت ہو
ثابت ہو۔ وہ بھی لکھتا تھا کہ تحقیق شان مختلف عبادتوں سے کرنا تھا اور سمجھتا تھا
کہ میرا قصد محافظت توحید ہے۔ مثلاً حضور کو طارش (ایٹھی یا دھندہ چھی) کہنا
یا عصا کو حضور ﷺ سے مفید تر بنانا وغیرہ جس پر علمائے امت نے لکھا کہ یہ اقوال
چاروں مذاہب میں کفر ہیں

شیخ نجدی اور اس کی جماعت کے اعتقادات فاسد

شیخ نجدی پہلا شخص تھا جس نے تقلید سے منہ موڑ کر اپنی رائے کی پیروی کی
اور کہا۔ کہ جب مجھے علم اور عقل ہے تو میں کیوں کسی کی بات مانوں میں قرآن و حدیث
کے وہی معنی کروں گا جو میری سمجھ اور مرضی کے مطابق ہوں گے۔ شیخ نجدی کے گرد وہ کا

عقیدہ ہے (۱) کہ خدا ہی ہاوش ہوں کی طرح محلات میں مکین ہے تو باد وہی جسم رکھتا ہے (۲) معاذ اللہ وہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔ چنانچہ واقعہ مدیہ میں اس سے کئی جگہ دروغ واقع ہوا (۳) کہ خدا کی توحید اور حمد بیان کرتے وقت چائے کے گلابیاد کی تخت کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و مریدین حضور علیہ السلام سے عصا زیاہ نفع بخش ہے۔ کہ اس سے دشمن کو مار سکتے ہیں۔ مگر حضور سے اب کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تم امر سلین نہیں ہیں۔ (۵) پیغمبر معصوم نہیں ہوتے وہ ہماری طرح ہی بشر ہونے کی وجہ سے ہمارے بھائی ہیں۔ (۶) جناب سرور کائنات ایک طارش دہندہ وہ پیشینے والے تھے جو اعلان حق کر کے چلے گئے۔ ہمارے سینہ میں حق شناس دل ہے۔ جس طرح رہنمائی کرے گا ہم کتاب اللہ پر عمل کر سکیں گے۔ (۷) پیغمبروں کے مزارات کی زیارت کرنا بھی بت پرستی ہے ان میں کچھ نہیں ہوتا (۸) پیغمبروں سے بھی توسل جائز نہیں حالانکہ حضرت عمر فاروقؓ بارش کے لئے بوسیدہ حضرت عباسؓ عم رسولؐ کو عالمی مٹی جو قبول ہوئی۔ (۹) پیغمبر کی جہاں نہیں کہنداکے سامنے کسی کی شفاعت کر سکیں۔

عسیرت سنا ہے کہ جب کوئی غافغانی تر ہے تو اس کے پیر کی عطا کردہ کلید بہشت قبریں بعد ایک رقعہ بنام ہبریل رکھ دی جاتی ہے۔ کہ اسے بہشت میں جگہ دے دے۔ شیخ نجدی نے بھی جاپوں کو اپنے جہاں میں پھنسانے کے لئے ایسا ہی دلیہ اختیار کیا تھا۔ ہر سپاہی کو جو قتال مسلمانوں کے لئے بھرتی ہوتا تھا بہشت کا پروانہ دیا جا رہا تھا۔ عطا کیا جاتا تھا۔ اس لئے وہ بڑے جوش سے مسلمانوں کو قتل کرتا تھا۔ کہ اگر مارا بھی گیا تو سیدھا بہشت کو جائے گا۔ مقام عبرت ہے کہ نجدی پیغمبروں کی شفاعت کا تو انکار کرے اور خود ایسا خدا کی فوجدار بن جائے کہ پروانہ بہشت عطا کر سکے۔

نجدی دہابیوں کا عروج و زوال

نجد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ میں بمقام عینیہ واقع ملک نجد پیدا ہوا اور ۱۲۰۰ھ میں رگیا۔ ۹۲ سال کی عمر پائی۔ یہ قوم بنی تمیم میں سے تھا۔ اس کا والد باخلاف اقوال

صالح آدمی تھا اور بھائی بھی اس سے تمام عمر عزیز رہا۔ جو آخر جنگ کریمہ منورہ
میں جا ملے۔ اس کے استاد شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سنی
حنفی وغیرہ تھے۔ استاد اس کی حرکات دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ محدث چالیس
اور اس کی برائی بیان کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح عبد الوہاب اور سلیمان بن
عبد الوہاب اس کی بڑی باتوں کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ محمد بن عبد الوہاب ابتدا
یہی سے مسیدِ کذاب اور دیگر مدعیان نبوت کے اخبار زیر مطالعہ رکھتا تھا وہ دعویٰ
نبوت تو نہ کر سکا مگر اپنے شہر کے لوگوں کو انصار اور باہر سے آنے والوں کو مہاجرین
کے نام سے پکارتا تھا۔ وہ باوجود استادوں کی صحبت میں رہنے کے جاہل تھا علماء
نے جو رسائے اس کے رد میں اس کی زنہ لگی میں لکھے وہ ان کا رد نہیں کر سکا چنانچہ
علامہ شیخ محمد بن عبد الرحمان بنی ہاشم نے **النبیۃ الفکر** محمد بن عبد الدین
بن بکری کے مسائل پر ایراد کرتے ہوئے کئی سوالات علمی کئے جس کے جواب
سے شیخ بکری عاجز رہا۔

جب شیخ بکری کے ہاں مجمع کثیر ہونے لگا تو اس کی شہر کے حاکم سے مخالفت
ہو گئی اس لئے وہ درعیہ کے زبردست رئیس محمد بن سعود کے پاس جا پناہ
گزیں ہوا یہ رئیس بنی حنیفہ میں سے تھا۔ اس نے ابن عبد الوہاب کی بیٹی سے شادی
کر لی اور اس کے نہیب کو بڑی تقویٰ دی چنانچہ مسلمانوں کی جتنی خوریزی ہوئی
اس کا وبال شیخ بکری کے علاوہ رؤسائے درعیہ پر بھی پڑے گا جنہوں نے حسین
شریفین میں بڑی بڑی جہادیں کیں اور طائف و مدینہ کے باشندوں کو لوٹ
لیا۔

ابن عبد الوہاب اور ابن سعود دونوں خسرو دادا ایک ہی سال
۱۲۸۰ھ میں مرے۔ اول الذکر کے چار بیٹے تھے (۱) عبد اللہ۔ علی۔ حسن اور حسین۔
عبد اللہ کے دو بیٹے عبد الرحمن اور سلیمان تھے۔ عبد الرحمن مہر میں مرا اور عبد مصعب
سلیمان ابراہیم کے ہاتھوں۔ حسین کی نسل درعیہ میں اولاد شیخ کے نام سے مشہور
ہے۔ ابن سعود کا جائش عبد العزیز ہوا جو بڑا مشہور و باہمی تھا۔ اس نے دہلی
نہیب کی بڑی اشاعت کی نہ بلا کی غارتگری بھی اس کے عہد میں ۱۲۱۶ھ میں

ہوئی ایران کا بادشاہ آقا محمد خاں قاجار بھی اس سے دب گیا۔ آخر اس نے
 ایک شیعہ عہدہ القادر کو جیلاں کا باشندہ مقرر کیا۔ اس کے قتل پر مامور کیا جو اس
 کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور موقع پا کر اسے درعیہ میں بحالت نماز در ۱۳۱۸ھ
 قتل کر ڈالا۔ عہد عزیز کا جانشین اس کا بیٹا سید محمد و ابوالشارب ہو جو بڑا بدست
 و باہلی حکمران اور سپاہ سالار تھا۔ اس کی حکومت مجاز و غیرہ پر نو برس رہی جو آخر
 چھن گئی جب یہ ۶۸ برس کی عمر میں در ۱۳۲۹ھ مرا تو اس کا برگشتہ بخت بیٹا عبداللہ
 قائم مقام بنا کر اسے سلطنتی لشکر نے بمبارا سٹیکٹہ میں قید کر لیا۔ اور قسطنطنیہ
 میں لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ اس مقتول کا بیٹا ترکی بھی ریاد کی طرف مارا مارا ہوا
 اور مارا گیا۔ پھر اس کے بیٹے فیصل نے ریاد میں حکومت قائم کی ۱۳۸۳ھ میں
 مرا تو اس کا بیٹا عبداللہ والی ریاد ہوا۔ نجدیوں کی فوجی قوت ٹوٹ گئی۔ انہوں نے
 چند سال حکومت میں پشکوئی حکومت اور سکھا شاہی کو مات کر دیا مگر قدرت
 نے جلد ہی انکی قوت توڑ دی +

شیخ نجدی کا چھٹی صدی کے بعد کے بزرگوں کا فرکنا

شیخ نجدی کی خود رائی اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ اپنے مقابلہ میں سب کو شیخ کہتا
 تھا، در وہ اپنے زعم فاسد میں سب سے زیادہ عالم تھا۔ چنانچہ وہ اپنے شمش
 صد سالہ پیشروں کو کافر کہتا تھا۔ جس شخص کو اپنے حلقہ میں داخل کرتا تھا
 اس سے کہتا تھا کہ وہ اقرار کرے کہ وہ اور اس کے باپ دادا کافر تھے۔ اور فلاں
 فلاں عالم کافر ہے۔ اور اب تک ہر کہے وہ شخص داخل اسلام ہوتا ہے۔ جو شخص
 ایسا نہ کہتا اور وہ قتل کر دیا کرتا تھا۔ اگر اس کا کوئی مرید حاجی ہوتا تو اسے کہتا
 کہ یہ پہلا حج چونکہ حالت شرک میں ہوا اسے مقبول نہیں۔

شیخ نجدی کے بھائی سلیمان نے ایک دن اسے پوچھا کہ ارکان اسلام
 کتنے ہیں اس نے کہا کہ پانچ اس نے کہا غلط کہتے ہو بلکہ چھ ہیں۔ تم کہتے ہو کہ
 جو تمہارا اتباع نہ کرے وہ کافر ہے پس یہ چھٹا کن ہوا۔

ایک آدم شخص نے اس سے پوچھا کہ خدا سے تعالیٰ رمضان شریف کی

ہر شب کتنے لوگوں کو بخشا ہے۔ نجدی نے جواب دیا ایک لاکھ کو اور آخری رات تیس لاکھ کو شخص مذکور نے پوچھا کہ تمہارے پیڑ تو اس تعداد کا عشر عشر بھی نہیں۔ اور باقی سب تمہارے کتنے کے مطابق ناقابل بخشش ہیں۔ تو وہ کون سے مسلمان ہیں جن کی اتنی بڑی تعداد میں مغفرت ہوتی ہے یہ سن کر نجدی کچھ جواب نہ دے سکا اور بہت الذی کفر کا مصداق بن گیا۔

ایک اور شخص نے شیخ نجدی سے پوچھا کہ جس دین کی تعلیم پر تم کو بہت ہو وہ متصل ہے یا منفصل اس نے جواب دیا کہ مشائخ اور ان سے پہلے شیخ علی الاطلاق مشرک تھے۔ مسائل نے کہا کہ جب یہ دین منفصل قرار پایا تو تم نے دین کہا سے لیا۔ جواب دیا کہ حضور علیہ السلام کی طرح وحی الہام سے مسائل نے کہا کہ اگر شرع میں ایسا دعویٰ مسموع ہوتا تو ہر ایک شخص الہام وحی کا دعویٰ کر سکتا اور دین جدید کی دعوت دے سکتا۔

شیخ نجدی کا ایک نابینا کو درود پڑھنے پر قتل کر دینا

حضور علیہ السلام کے روز ولادت کی خوشی میں درشنہ کی عشا کو سلام مکہ میں بادار بلند درود پڑھا جانا شروع ہوا۔ پھر جمعہ کے دن پھر دس سال کے بعد تمام نمازوں میں سوائے مغرب کے پھر نمازِ غروب کے بعد بھی دو بار پڑھنے لگے۔ اس طرح درود شریف پڑھا جانا استعمانت مشاخرین سے ہے اس کا اجلا شیر اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی کے حکم سے پڑا تھا۔

نجدی لے حکم دے دیا کہ کوئی شخص حضور علیہ السلام پر درود نہ پڑھے وہ کتا تھا۔ قرآن شریف میں جو حکم مستلزام آیا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک کے لئے تھا اب جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پڑھنا سخت گناہ ہے اور یہ گناہ زن زانیہ کے سرود سے سزا مرتبہ بڑھ کر ہے نعوذ باللہ من شرور نجدیہ۔

در عقبہ میں جہاں نجدی کا حکم خوب نافذ تھا۔ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم دل چشم سر سے بیتا ترستی۔ اذان کے بعد مینا پر مسجد پر بادار بلند حضور علیہ السلام پر درود پڑھا کرتا تھا۔ نجدی لے اسے منع کیا اس نے جواب دیا

کہ تجھ کو کی طرح حسود ہو جو سرد و دود جہاں پر درد بخشنے سے منع کرتے ہو میں یہ
 حکم سے کو تیار نہیں۔ مجھ جی کہا میں تمہیں قتل کرادوں گا۔ اس نے کہا نہ ہے نصیب
 کریں حضور پر درد پڑھتے ہو سے جاں دلوں سے
 دم واپس کن مرا سرخرو روم پیش آمد بڑیہ گلو
 یہ سن کر مجھ کی آگ بجولا ہو گیا اور کہا
 خزا چشم کور در تار بخت کور ہمیشہ چہ سازی تو غنا و شور
 درد و پرہیز سے باز آیا مرنے کے لئے تیار ہو جا۔ اس روشن ضمیر موزن
 نے کہا

زکیش تو مارا بود افتخار و گرسینہ من شکافی شکاف
 یہ سن کر مجھ کی نے جلاؤ کو حکم قتل دیا اور اس عاشق رسول کا مجسم مبارک
 امام حسین کی طرح خاک و خون میں تر پتا لقا آیا
 بنا کر دہ خوش سے بخاک خون غلطیٹن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نجدیوں کی ممانعت

شیخ نجدی نے ایسا نہ جب اتوار کے زور سے قائم رکھا تھا مگر عاشقان بنی
 اس کے حکم باطل کو کب خاطر میں لائے تھے۔ اس کو حضور علیہ السلام سے جو
 عداوت تھی۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس نے لوگوں کو حضور کے ردضہ مقدسہ پر
 حاضر ہونے سے منع کر دیا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ مسلمان شوق زیارت میں
 اس کے حکم کی پروا نہیں کرتے۔ تو اس نے ان کی توہین و تذلیل پر کمر باندھ لی۔
 اسے معلوم ہوا کہ الحصاص سے ایک قافلہ زیارت بہینہ کوردانہ ہوا ہے وہ
 اس کی تاک میں رہا جب وہ لوگ درعیہ کے پاس پہنچے نجدیوں نے انہیں گرفتار
 کر لیا اور ان کی مونچیں اور ڈاڑھیاں اکھاڑ کر ان کو ہار کش گدھوں پر اٹا سوار
 کر کے واپس وطن کوردانہ کر دیا جہاں کہ وہ بڑی مصیبت اور ذلت و خواری سے پہنچے
 مگر نجدیوں کو کچھ بھی اسلام سے تعلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہوتی
 نہ تھی۔ نعل کسی نہ کرتے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام

بقول میں زندہ ہوتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور ان کے اجسام ہمارے خاک پر حرام ہیں
قرآن شریف سے شہیدوں کی حیات ثابت ہے۔ پس انبیاء جو تمام اوصاف کے جامع
ہوتے ہیں اور جن کا مرتبہ شہداء و صلیب یقین سے بڑھ کر ہے کس طرح مردہ کہہ جاسکتے ہیں
پس جب وہ بنص قرآنی زندہ ٹھہرے تو ان کو مردہ کہہ کر ان کی زیارت سے منع کرنا
تو مردہ و جہنم سپردہ ہے۔ بیہقی نے کتاب حیات الانبیاء میں اور علامہ سیوطی نے
انتباه الاؤلکیاء بحیوۃ الانبیاء میں خوب طرح بحث کر کے حیات انبیاء کو ثابت کیا ہے
حضور علیہ السلام کے کئی اقوال مبارکہ سے زیارت روضہ نبوی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی تاکید ثابت ہے۔ مگر نجدیوں کا فرق ضال و مبتدع کب حضور کی منسا
ہے۔ اس کا تو اصل اصول ہی حضور کی بے ادبی اور کبر شان ہے۔ خدا ان کے
شر سے مسلمانوں کو بچائے۔

وہابیوں کو مکہ میں داخل ہونا کیوں ممنوع قرار دیا گیا

شیخ نجدی کے ظہور کرنے اور اس کے فساد و عقائد کو انہوں نے حرمین شریفین میں
پہنچ چکی تھیں مگر ان کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے سعید کے بیٹے مسعود
نے جو مسئلہ مکہ میں امیر مکہ ہوئے علماء نجد کو مکہ میں آنے کی اجازت دے دی جب
علماء مکہ سے ان کا مناظرہ ہوا تو ان کو مسعود احمد ان گدھوں کی طرح پایا جو شیر سے
بھاگتے ہیں۔ اور ان کے عقائد کو کفریات پر مشتمل پایا۔ ان سے کہا گیا کہ ان عقاید کو
توبہ کریں مگر انہوں نے انکار کیا اس لئے ان کو قیہ کر دیا گیا۔ کچھ بھاگ کر مدینہ جا
پہنچے مسعود کے بعد ان کے بھائی مسعود علیہ السلام میں شریف مکہ ہوئے ان کے
عہد میں بھی نجدیوں نے حج پر آنے کی کوشش کی مگر اس خیال سے کہ وہ لوگوں کے
عقاید کو فاسد کریں گے۔ اجازت دی گئی۔ جب سعید کے تیسرے بیٹے احمد علیہ السلام
میں شریف مکہ ہوئے تو انہوں نے داخلہ کی اجازت دے دی مگر امتحان کرنے پر
معلوم ہوا کہ ان کے عقائد اور بھی بگڑ چکے ہیں اور وہ نہ یقول سے ملتے ہیں اس
لئے ان کو نکال دیا گیا۔ احمد کے بھتیجے سرور نے دو سال بعد امارت مکہ سنبھالی
تو انہوں نے ایک شرط پر داخل ہونے کی اجازت دی جو وہابیوں نے منظور نہ

کے ۱۲۷۰ میں غالب برادر سرد شریف ہوئے انہوں نے بھی نجد میں کو مسلمانوں
 میں تشدد و باہمیہ کے شیوع کے خوف سے اجازت حج نہ دی۔ اس پر انہوں نے دلیا
 ہی شور و شر برپا کیا جیسا کہ کابل میں قادیانیوں کو بار نہ ملنے پر ہو رہا ہے اور تمام
 مسلمان امیر کابل کو حق بجانب قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ کابل کا اس وقت
 تک مذہب حنفی ہے اور کسی نئے پیدائشہ مذہب کو دخل نہیں اس لئے
 وہ قومی و ملی اتفاق کی برکت سے اعدا پر غالب ہیں اگر وہ ہر کس و نا کس کو کابل
 میں آنے اور اختلاف عقائد سے فساد برپا کرنے کی اجازت دے دیں تو اتفاق
 و یکجہتی دیسے ہی رخصت ہو جائے جیسا کہ سر زمین پنجاب کے مسلمانوں سے
 ہوئی۔ پس شریف مکہ و مہجوں کو داخل نہ ہونے میں دیسے ہی حق بجانب تھے
 جیسا کہ غازی امیر ماہان اللہ خاں ہیں۔ انہوں نے روزنامہ زمیندار کی بے
 مصلحتی کے ساتھ قادیانیوں کو تو کوتا ہے اور نجدیوں کی دھت سرائی اس نے اپنا شعار بنالیا ہے

کربلائے معلیٰ کے بہمنوں پر نزولِ کرب و بلا

جب ابن عبد الوہاب اہل اس کا دانا دین سعودیہ سنہ ۱۱۷۰ میں مر گئے۔ تو
 عبدالعزیز اس کا بیٹا قائم مقام ہوا۔ اس نے فوج کو مالی کو آجے بڑا کیا۔ اور زہیر
 سوق سوخ اور نجف کو فتح کر کے میں ہزار فوج سے کربلا پر حملہ آور ہوا۔ اس
 سپاہ کا سردار عبدالعزیز کا بیٹا سعد و وقتاً ۱۱۷۰ ذوالحجہ سنہ ۱۱۷۰
 کی صبح کو فوج داخل کر دیا۔ حکم ملا۔ کہ کافروں اور مشرکوں کو مارا اور قتل کرو۔ چنانچہ
 وہ گھنٹے قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ سات ہزار کربلائی تہ تیغ ہوئے۔ ان میں فیضان الدین
 عبد عبداللہ بن مولف "بیم لعلوف" بھی تھے۔ وہ امام مالی مقام کو بھی توڑ پھوڑ کیا
 اور گاہ کا خزانہ لوٹ کر درعیہ کو لے گئے

دہلیوں کا طائف کوٹھنا

عین اُس وقت جبکہ ہمارے ترکیہ مصر میں فرسیدیوں کے حملہ کو روکنے
 میں مصر کے امیر شریف نے کیے مہدی کو فوج ہو چکے تھے۔ نجدیوں نے ۱۲۱۴ھ

سعد بن مسعود میں طائف شریف پر حملہ کر دیا اس وقت تک سید نف کو بچد یوں کے
عقائد باطلہ کی خبر نہ تھی۔ وہ یہی جانتے تھے کہ یہ لوگ بڑے بکے توحید پرست مسلمان
ہیں غلامہ کے پابند ہیں محرمات شرعیہ سے بچتے رہتے ہیں اس لئے ان کو طائف
میں کما ہمالی حاصل ہو گئی۔ اگر نجدی ماضی مسلمان ہوتے تو طائف شریف کی حرمت د
توڑتے اور مسلمانوں کو نہ ٹوڑتے۔ مگر انہوں نے اہل طائف کو جرم مقابہ کر سکتے تھے
وعدہ امن دیا۔ مگر جب ان کو بے دست و پا کر لیا تو موت کے گھاٹ اتار دیا۔
کئی ایک کی گردن اُٹا کر اور کئی ایک کو برف میں ڈال کر مار ڈالا۔ جلد لکھا ہے کہ

بے سجدہ کہ بودند اندر قسا	پیش حسد او نہ با صد نیاز
بکشتند در حالت سجدہ شال	بے تن بمبختند انان بے صرا
ہرہ طائفی خستہ و کشتہ شد	ز کشتہ چو کوہ گراں پشتہ شد
بکشتند ہم حور زان خوب	کہ عالم شد از ظلم تن سید کوب
ز بیداد کشتند اطفال را	پسر شال زدہ تیغ و مو پال را

نیز لکھا ہے کہ زن و بچہ کو قتل و غارت کر لئے کے بعد نجدیوں نے طائف
کے کتب خانہ کو برباد کر دیا۔ اور قرآن و صحیفین کے نسخوں کو ایسا یا مال کیا۔ کہ کوئی ان
کے فراہم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ بعد ازاں بطور غدر کہہ دیا۔ کہ یہ قوم بڑوں سے
کیا تھا۔ وہابیوں نے بین روز تک ٹوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ اور جس طرح کفار
کے مال غنیمت کی تقسیم کی جاتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے مال ٹوٹ
کر پانچواں حصہ اپنے امیر کا نکال کر باقی سپاہ میں تقسیم کر دیا گیا

وہابیوں کی مکہ میں بے دریاں

طائف کو ٹوٹنے کے بعد ذوالقعدہ میں وہابی ہزاروں کی تعداد میں
مکہ کو روانہ ہوئے۔ حج کر کے پھر محرم ۱۲۱۷ھ میں داخل حرم ہو گئے۔ سو و نجدی
کی طرف سے اہل مکہ کو صرف تین دن کی ہمدت ملی۔ جس میں سفیر یف غالب
مکہ سے آکر مجددہ کی طرف چلے گئے۔ باقی کو وہابی لوٹنے سے باز رہے۔ مگر
قبہ مولد بنی سلم۔ قبہ مولد ابو بکر صدیقؓ مولد علیؓ ابن ابی طالبؓ

نے طائف شریف میں اب بھی وہابیوں نے اپنی مظالم کا اعادہ کیا ہے۔

فہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے منیٰ آتے قتلے غم کو نجدیوں نے بڑا دیا۔ اور
 جس جہاں آکر صاف نہیں تھے۔ ان جہدوں کو منہم کر دیا۔ ان اشار کے شانے پر
 وہ جیل بھا کر اظہارِ مسرت کرتے تھے اور قبروں کو بڑی گالیاں دیتے اعدان
 میں پیسا بہ کرتے تھے۔ نین دن میں انہوں نے سب کچھ مگر اگر فنا کر دیا۔

اس کو نغم میں یوں بیان کیا گیا ہے

بار غندگی بچو غندہ شیر	یہ کہ دور آہ سعود و لیر
کہ سلام در مکہ گردید خوا	تیمات کہ نمود آشکا
بآثارِ زرد و غا بافتند	قُبْر رانگستند و اندختند
بروئے مغلے سکانے نامد	ز آثار و قبۃ نشانے نامد

فتح مکہ منظر کے حالات میں نجدیوں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اس میں
 وہ لکھتے ہیں کہ یارسول اللہؐ کہتا شرک اکبر ہے۔ جو یہ کلمات کہتا ہے
 وہ مشرک ہے۔ اسی کا قتل حلال ہے۔ ہم نے تمام مقبرے اور
 گنبد توڑ ڈالے۔ جن میں دو حج پرگرمائیوں کیا کرتے تھے۔ ان تمام
 منہمہ عمارات میں مکہ ان بی بی خدیجہ اور قبۃ المولد بھی شامل ہیں
 تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم ضروری نہیں۔
 یہاں تک کہ اس بقعہ پاک میں ان طاعت کا نام نہ رہا اور تمام
 رسوم جاتے رہے۔ انا اہلب اسلام

جب مکہ میں یہ بے ادبیاں ہو رہی تھیں۔ نجدیوں کا سردار عبدالعزیز
 درعیہ میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا سعود جدہ سے محاصرہ اٹھا کر درعیہ کو چلا گیا۔
 اور وہاں کا قائم مقام ہزا۔ شریف غالب نے میدان خالی پا کر مع فوج سلطان
 جو شریف پاشا کے ماتحت تھی پہنچ کر از سر نو قبضہ کر لیا۔ اور وہابیوں کو
 نکال دیا۔ مگر طائف ان کے قبضہ میں بدستور رہا۔ عثمان مصالقی ان کی طرف
 سے غم تھا۔ سعود درعیہ سے اپنی فوج لے کر حرمین کی طرف روانہ ہوا۔
 درعیہ کی تمام حکومت شریف پر قبضہ کر کے سندھ میں پھرتے کا رخ
 کیا اور اس کا ایسا سخت محاصرہ کیا۔ کہ اہل مکہ بھوکوں مرنے لگے۔ یہاں تک کہ

تختِ حلال کر کے کھا گئے۔ آخر کار شریف نے مندرجہ بالا کی طاعت کر لی۔ شریف نے جو بڑی ولی دکھائی۔ اُس کی پاداش میں وہ آخر کار معزول کر کے قسطنطنیہ بھیجا گیا۔

سجدہ کی مدینہ منورہ میں قلا بازیاں

مکہ کو فتح کرنے کے بعد معزول و باہی مدینہ کی طرف بڑھا تا کہ وہاں تاحث تاج کا بازار گرم کرے۔ وہ لوگوں کو روضہ منورہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے روکنے میں بڑی سعادت سمجھتا تھا۔ اُس نے اس مقدس مقام کو صمیم اکبر بڑے ہمت سے قبضہ دے رکھی تھی۔ اس نے اُس نے شیعہ میں وہاں پہنچ کر اپنے شیطانوں کو روضہ مقدسہ پر چڑھایا۔ کہ کدال مار مار کر گرا دیں۔ مگر

دو دیند چوں شعلہ سے سقر جگر سوختہ چو دماغ ششہ
نرالا بقعر سقر آمدند بدوزخ دواں چوں شر آمدند

یعنی جو ادر چڑھتا تھا مگر کئی النار ہو جاتا تھا یہ معجزہ دیکھ کر معزول مسعود ہکا بکا رہ گیا اور اپنے ارادہ کو بروئے عمل لایا کی جرأت نہ کر سکا۔ پھر بھی حجۃ مبارکہ کے خزانہ کو لوٹ لیا اور اہالیان مدینہ پر جزیہ مقرر کیا۔ اور مدینہ سے ساتھ اونٹ بھر کر خزانہ لے گیا۔ جب بمسودہ مدینہ میں رہا مدینوں کی توہین کرتا رہا چنانچہ ایک عورت کو حقہ نوشی کے اہتمام پر گردن میں حقہ ڈال کر گتے پر سوار کر کے تشہیر کیا۔

قبور ہمہ پیران رسول کہ بودند در میں ز اہل قبول
بکنندہ از کادش طبع قدس در آمد بقعر سقر سرنگول
نمودار شد روئے شان از گفن نمودہ ز خاک گل بہار چمن
نہ ترسیہ از قہر حق آل پلید کہ بر پشت او بود دیو میریہ

انفرح قتل وفات کے بعد اپنی طرف سے ایک شخص کو جس کا نام مبارک بن معنیان تھا حاکم مدینہ مقرر کر کے خود مدینہ کو واپس چلا گیا۔

سلطان روم کا فرمان محمد علی خدیو مصر کے نام

آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ شریف کتبہ مدہ میں آئین ہوا تھا۔ یہاں سے وہ دہلی پروردہ دہلی اس پر تلے کرتے رہے مگر نتیجہ کچھ نکلا۔ آخر جب سلطان روم کو دہلیوں کی بہ ادیبوں کی اطلاع پہنچی تو سلطان العظم مصطفیٰ رابع نے محمد علی خدیو مصر کو لکھنے میں حکم بھیجا کہ وہ دہلیوں کو قرار واقعی سزا دے۔

محمد علی دوسل سے سلطان کی طرف سے مصر کی گورنری پر مامور تھا مگر فرانس اور جیش کے غلبہ کے سبب ابھی اسے مصر پر پورا اقتدار حاصل نہ ہوا تھا۔ اس نے وہ دہلیوں کی سرکوبی کافی الفور انتظام نہ کر سکا۔ جب تاکہ سلطان کے چند درتاکیدی غزائیں موصول ہوئے ماسے مصر پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ پس اس نے ۱۲۲۶ء میں مسر کوئی طوسوں پاشا پسر خود جو سولہ برس کا تھا۔ دہلیوں کے دھوکے بکیر نے کو فوج روانہ کی اور سیہ احمد صاحب طوطا دی بخشی در اختیار کو اس کے ہمراہ معان کیا۔

دہلیوں کا مدینہ میں تخم سوخت

طوسوں پاشا و ہزار فوج یکر سویس سے آکر کشمیر پہنچا۔ اور قلیل مزاحمت کے بعد اسے تخت تصرف کر لیا۔ پھر وہ مدینہ کی طرف بڑھا یہاں اس کے ساتھ بہت سے قبائل عرب آئے۔ عثمان معنائی طائف سے مقابلہ کو بڑھا۔ ذو القعدہ ۱۲۲۶ء میں بمقام حدیدہ لڑائی ہوئی قبائل عرب دہلیوں کی فتح پر انجام پذیر ہوئی۔ طوسوں نے بہت نہاری اور قریہ قصیر میں ٹنکن ہو گیا۔ محمد علی نے محرم ۱۲۲۶ء میں بجزیرہ کی طرف سے فوج و اموال روانہ کئے۔ طوسوں نے اموال و متاع مشائخ عرب کی نذر کر کے انہیں مٹھی میں لے لیا۔ اس کی فوج تمام مقبوضات دہلیہ کو فتح کرتی ہوئی صفر اور مدینہ تک پہنچ گئی۔ اور اسے بھی ماہ رمضان ۱۲۲۶ء میں مدینہ لے گیا۔ پھر مسکری سلطان بنو مدینہ منورہ کی طرف بڑھا۔ نجدی سب لکھا کہ شہر بند ہو گئے۔ مگر طوسوں نے سرنگ اڑا کر ان کو جا لیا۔ اور

نجدی پندرہ سو کے پندرہ سو مائے گئے۔ اور یہ شہر مقدس ان کے قدمِ نحوس سے
 یہ ذوالقعدہ ۱۲۳۷ء میں پاک ہو گیا۔ اب تک ان کی گھوڑوں کا قبہ جسے قبۃ فرّوس
 کہتے ہیں۔ مدینہ میں بے ادبوں کی عبرت کے لئے موجود ہے۔
 دیدی کہ ٹوٹن ناحق پر دانہ شمع را چنداں اہل نہ ادا کر خستہ کر کند

مکہ اور طائف کے دباہوں کا اخراج

مدینہ منورہ کو دباہوں کی آرائش سے پاک کر کے طوسوں پاش نہایت
 احتیاط سے براہِ دریا داخل محرم ۱۲۳۷ء میں جدتے پہنچا۔ اور اس پر قلعہ جاکر
 محکمہ کی طرف بڑھا۔ سووچ کر کے واپس چلا گیا تھا۔ اس کو خبر بھی ہوئی۔ کہ
 طوسوں بلند کرتا آ رہا ہے۔ دباہی جو اپنے آپ کو مہاجر کہتے تھے۔ راتوں رات
 بھاگ گئے۔ جب سلطان بشار کی طرف روانہ ہوا۔ دباہی وہاں سے بھی
 فرار اختیار کر گئے۔ ان کا سپہ سالار عثمان مضاعفی زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور
 اس ظالم کو ذوالقعدہ ۱۲۳۷ء میں مصر کے ہاکر کوچہ و بازار میں پھرایا گیا۔
 وہاں سے اسے قسطنطنیہ بھیجا۔ جب سلطان المعظم محمود ثانی کو اطلاع ہوئی۔
 کہ لطیف آفندی شردہ فتح لے کر آ رہا ہے۔ تو جلد تاجاب نے اعیان دولت کو حکم دیا
 کہ وہ فوج لے کر اس کا استقبال کریں۔ چنانچہ وہ اسے لے کر بڑے ترک و
 اقتسام سے داخل دارالخلافہ ہو گئے۔ خوشی میں تو میں سسر کی گئیں۔
 اور سلطان کی طرف سے لطیف آفندی اور محمد علی کو خدمتائے فخرہ عطا
 ہوئے۔ بعد ازاں مضاعفی کو تشہیر کر کے اس کا چہرہ اشجیات گل کروایا گیا۔
 قبل اس کے کہ مضاعفی مصر پہنچتا۔ محمد علی خدیو مصر جدہ آچکا تھا۔ سعود
 نے جدہ میں خدیو کے پاس بدیں التماس سفارت بھیجی۔ کہ براہِ نوارش مضاعفی
 کو واپس فرمادیں۔ میں ایک لاکھ ربال اس کا معاضدہ ادا کر کے صلح کرتا ہوں۔
 خدیو نے کہا کہ وہ دارالخلافہ کو روانہ کروایا گیا ہے۔ اب صلح اس صورت میں
 ہو سکتی ہے۔ کہ اول سے آخر تک سب مصارف جنگ ادا کرو۔ مجھ کو مبارک کے
 خزانہ واپس دو۔ اور تمام فتنہ مصالحت کی تلافی کرو۔ اور اپنے آپ کو میرے حوالے

کر وہ شرائط اس نے منظور کیں +

دایوں کی بیج کنی

رجع الاول ۱۰۰۰ھ میں محمد علی پاشا نے خشک و تری سے قنقذہ کی جانب فوج روانہ کی۔ دایوں کے قبائل عسیر نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ محمود بے دامیر شکست خوردہ دایوں کو مارنے کی پکارتے ہوئے کان کٹوا کر خدیو کے پاس بھیجے۔ خود خود قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ تاکہ باکر سدین اعظم کو مشورہ فلعق سنائے۔ اس کے ہمراہ عسیریوں کا مشہور سردار ملا علی بھی پانچ ہجیر تھا جس کی دلدل خلافت میں جمع عام میں گردن مار دی گئی +

حج سے فارغ ہو کر خانقہ اور مکہ سے ترکی فوج کو جو تھکان و در کر چکی تھی لے کر خدیو بنفس نفیس مسئلہ میں متوجہ توجہ ہوا۔ جہاں دایوں سے بڑے معرکہ کارن پڑا۔ مگر دایوں کے اقبال کا ستارہ دوبچکا تھا۔ اس لئے یہاں بھی انہیں شکست فاش تھیب ہوئی۔ ایک جگہ دایوں نے مورچہ بند ہو کر بیٹھ رہے تھے۔ اور باہر نہیں نکلتے تھے۔ یہاں انھیں خود غیث کے کام لے کر اسلامی فوج بھاگ اٹھی۔ جو دایوں کے قلعہ کو بھٹکے ترکی رسالہ قضاے شہر کی طرح ان کے سردوں پر آ موجود ہوا۔ اور چند ساعت میں پانچ ہزار سردار و خدیو کے قدموں میں ڈال دیے۔ اس فتح کے بعد خدیو مکہ معظمہ کی زیارت کر کے براہ جدہ معرکہ روانہ ہو گیا۔ اس کا بیٹا طوسون پاشا فوج لے کر مدینہ سے تین سو میل پرے نجدیوں کے دلدل خلافت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عبداللہ بن سعود نہایت پریشان ہوا۔ اور کمال الخ و ناری درخواست صلح پیش کی۔ طوسون پاشا کی فوج کے پاس رسد نہ رہی تھی اور تھک بھی بہت چکی تھی۔ اس کا خزانچی ابراہیم آغا بھی ایک مقابلہ میں ہلاک ہو چکا تھا۔ اس لئے طوسون نے صلح کو قرین مصلحت جانا۔ عبداللہ سے اس مسئلہ پر صلح کر لی کہ وہ پھر بھی سہ نہ اٹھائیگا۔ سلطان کی فاء و بہت ہو کر رہے گا۔ اور خطبہ سلطان اعظم کے نام پڑھا کرے گا۔

صلوات اللہ علیہ اپنے والد محمد علی کے پاس سفاری کے لئے دو دہریوں میں یہ بھیجا۔
محمد علی ان ظالموں سے صلح کرنی نہیں چاہتا تھا۔ مگر جب اس کا بیٹا اس
دعے کا تھا۔ اور فیض حاضر ہونے والی دہریوں نے امداد جوڑ کر سرزمین کی سرحدوں
عبداللہ کا مزاج اپنے باپ سعد سے بالکل مختلف ہے۔ وہ آپ کا تائبہ دار غلام
بن کر رہے گا۔ وہ حب دین میں تھا تب بھی اس نے دولت عثمانیہ کے وزیر
یوسف پاشا سے کسی قسم کی سازعت نہیں کی تھی۔ یہ تو خدیو نے خاموشی اختیار
کر لی۔

اس کے بعد خدیو نے طوسون پاشا کو اس مصر میں لیا۔ وہ ڈرنا ہڑاؤں
پہنچا۔ باپ اس کے شجاعانہ کارناموں سے خوب واقف تھا۔ اس کے پہنچنے پر سدیی
کی توہین سر کی گئیں۔ اور اسے نہایت مہربانی سے ملا۔ مگر تقدیر الہی سے وہ بعض
طاعون واصل بحق ہو گیا۔

دہلیوں کے دار الخلافہ کی تباہی

محمد علی دہلیوں کی شورہ پٹنی سے خوب واقف تھا۔ وہ چاہتا تھا۔
کہ جب تک ان کا مرکز تباہ نہ ہوگا۔ یہ دگر مسلمانوں کو رام سے نہیں مٹنے دیجئے
اس لئے اس نے عبداللہ کی عبدشکنی پر اپنے دوسرے بیٹے ابراہیم کو اس مہم
کے سر کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔

دعیدہ تک پہنچتے ہوئے کئی جگہ بڑے معرکے کے رن پڑے۔ اور سلطان
شکر نے ہزاروں کی تعداد میں درجہ شہادت پایا۔ محمد علی گاہ پر کمان سمیٹا
رہا۔ جب درعیہ کا محاصرہ ہوا۔ ابراہیم کے پانچ ساڑھے ہزار فوج باقی تھی۔
درعیہ میں پانچ قلعے تھے۔ جو یکے بعد دیگرے فتح ہو گئے۔ اور دہلیوں کے لئے
کوئی پناہ کی جگہ نہ رہی۔ اس میں چھ بیسے حرف ہوئے۔

عبداللہ نے جب دیکھا۔ کہ اب میدان امداد سے جاتا رہا۔ تو نہایت عاجزی
سے صلح کی درخواست پیش کی۔ اور اپنے آپ کو ابراہیم کے حوالے کر دیا۔
وہ اسے لے کر بمن کی راہ سے مصر پہنچا۔ فتنہ دہلیہ کے فرو کرنے پر دہاں بڑی

خوشاں منائی گئیں سینکڑوں توپوں نے گرج کر دور و نزدیک اطلاع دی۔ کہ ہجوم
دوسرے صد سالہ تہذیب اسلامی کے دشمن دہائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ پھر نامہ فتح
لکھ کر باغی کو بخدمت سلطان محمود ثانی قسطنطنیہ روانہ کیا گیا۔ اور اس
جگہ بعد نشیروء اسی کیفر کردار کو پہنچا جو مضائقہ کی قسمت ہو چکا تھا۔ یعنی اس
کے وجود نامہ خود سے مسئلہ ۱۲۳۲ھ میں دنیا کو پاک کر دیا گیا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

فتنہ دہابیہ سے نقصان جان و مال

یہ فتنہ دہابیہ بڑا بھاری فتنہ تھا۔ اس میں حجاز کی مقدس سر زمین خون
شہداء سے لالہ زار ہو گئی۔ ہزاروں جانیں تباہ ہوئیں مقامات مقدسہ گرا دے گئے
مسلمانوں کی ناموس برباد اور حریم شریفین کی بہتک حرمت کی گئی۔ سلطانی
خزانہ عامرہ پر اس فتنہ کے مٹانے سے جو پانہ پڑا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ
سامان وغیرہ پہنچانے کے لئے جو اونٹ مینبوع سے بہینہ تک کرایہ لے گئے مان کا خرچ
۵۰ لاکھ ریال پڑا اور ۵۰ بیہ منورہ سے درمیان تک قریباً ڈیڑھ کروڑ ریال بار برداری پر خرچ
ہوئے۔ ہزاروں ترکوں اور مصریوں کی جانیں جو حریم شریفین سے بے دینوں کی نجاست
کو دھ کر نے میں قربان ہو گئیں۔ ایسی قیمتی میں مکرانہ ازہ ہی نہیں ہو سکتا واللہ تعالیٰ ان
شہیدوں کی مدحوں کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور فتنہ مجددیہ سے حجاز کو نجات بخشے
آمین۔

دہابیوں کی سی کتنی دراز ہو کر ٹوٹی

مجددوں نے شریف غالب کے عہد میں مسئلہ ۱۲۵۰ھ میں مکہ پر چڑھائی کی اور
چھبیس برس تک شہر پر پار کیا۔ اول وہ مشرقی شہروں پر چھائے۔ پھر اقلیم
الخصاۃ۔ بحرین۔ عمان۔ مسقط۔ اور بغداد و بصرہ سے ان کا ملک
قریب ہو گیا۔ اور تمام حجاز کے ملک ہو گئے۔ پھر حیوٹ۔ ذوات النخل
کے۔ پھر حبشہ اور فرع اور حبشہ کے۔ پھر امین مدینہ و شام کے۔ پھر
امین شام و حلب و بغداد کے۔ پھر مکہ و مدینہ کے۔ اور مکہ پر قبضہ

کرنے سے قبل اس کے گرد کے قبائل اور طائف اور اس کے گرد کے قبائل
پھر انہوں نے قتل و پالیا۔ جب وہ الفدہ شامہ میں حائف پر قبضہ کیا
تو غزوہ کلان اور حاکم و محکم سب کو قتل کر ڈالا۔ بچوں کو ۷۰ سال سے سیر
پر ذبح کیا۔ مال لوٹ لئے۔ عورتوں کو قید کر لیا۔ سب سے بڑا تنگہ ان کو تر
بوٹا رہا۔ حتیٰ کہ محمد علی پاشا غازیہ منقر نے پانچ سال میں ان کا امتیصال
کر دیا۔ وہابی نہ صرف حجاز سے نکالے گئے۔ بلکہ ان کے اپنے ملک میں بھی ان
کی جو شمالی کی گئی۔

آہ! اب پھر سرکش نے سر اٹھایا ہے۔ شمشیر لعن غدار بہ اشتطامی و
طبع سے اپنے آپ کو ذیل کر چکا ہے۔ ترک و در با پیرے ہیں۔ مصر و شام و
کابل نہیں۔ مسلمانان ہندوستان بھیڑوں کے گئے ہیں۔ ان کو نیک
و بد میں حیز کرنے کا مادہ نہیں۔ اور وہ سوائے زبالی چیخ۔ پکار کے اور کر
بھی کیا سکتے ہیں۔ ظاہر حالات نجدیوں کے سوافق ہیں۔ مگر خدائے قادر توانا
ہے۔ اس نے صاحب ریل کو کھینچ ماکول کر دیا ہے۔ اور ہمیشہ دیار محبوب
کو دستبرد ادا سے بچا لیا ہے۔ وہ ضرور نجدیوں کی بے اوبیوں سے بھی
حریم شریفین کو نجات دلانے لگا۔ یہ مسلمانوں کی شامت اعمال ہے۔
کہ ان پر وہابی مسلط ہو گئے ہیں۔ لہذا ان کو توبہ و استغفار میں مشغول ہو
کر اور کوشش کر کے فتنہ وابیہ سے حریم شریفین کو آزاد کرانا چاہئے۔

اغراض و مقاصد (۱) مسلمانوں کو پابندی شریعت کی رغبت دلانا اور رسالت قبیلہ کا سب
حزب الاضاف کا ہو (باب کرنا) (۲) مخالفین اسلام بالخصوص معاندین اہل سنت و جماعت کے
مسلموں کی بذریعہ تقریر وغیرہ روک تھام کرنا اور دیوبان باطلہ و فتنہ کے کا ذکر کرنا (۳) اہم مہنت کو
ایک لڑی میں پر دنا اور جماعت کا باقاعدہ نظام قائم کرنا اور ان کو صفت و عفت اور تجارت کی طرف متوجہ کرنا
(۴) اہل سنت کے ہر قسم کے حقوق کی بقدر امکان حفاظت کرنا +
شرائط ممبری (۱) انہیں بڑا کارکن دینی شخص ہو گا جو صحیح العقیدہ متقی ہو (۲) ان کو صفت و سند
و شانیت کی صورت میں بیکار ہو گا (۳) چند ممبری ۳ یا ۵ اور صاحب دل بزرگوار و جعفر زائد عطا
فرامیں حکایت کے ساتھ قبول کیا جائیگا +
(دنا خرم)

ابن سعود قبضہ مکہ سے پہلے

دول اسلامیہ کا بیخ بربک اور مسلم کش

وہ ابن سعود جس کی تعریف میں آج اخبار زمیندار اور لاہور و امرت سر کی خلافت کیشیاں (جو سجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کے قبضہ میں ہیں) رطب انسان نظر آتی ہیں۔ ابتدا سے اسلام و مسلمین کا سخت دشمن اگر کہنے میں تامل ہو تو نادان دوست کو ضرور ثابت ہو چکا ہے۔ اخیال نجات جو بجنہ سے مشائخ ہوتا ہے۔ اپنے پرچہ مورخہ ۵ اکتوبر میں ابن سعود کے مسلم کشی کا مفصل نقشہ درج کیا۔ جس کا خلاصہ ہم مسلمانوں کی آگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ جس شخص لاہوری اور امرت سری اہل حدیث مسلمانوں کے لئے ابر و رحمت بتا رہے ہیں۔ وہ کس قدر اسلاموں کے لئے زحمت اور ادھار کا مجسمہ ہے۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ سجدیوں کی بدعنوانیوں اور گستاخیوں کی پاداش میں جو ان سے مقدس سرزمین حجاز میں سرزد ہوئیں تھیں۔ اسلامی جیوش ترکی و مصری نے ان کے دامن خلافت میں پہنچ کر ان کو خیر بہ سزا دی تھی۔ اس کے بعد جب انہوں نے پھر جنبش کی اور بنیائیت سفاہیت سے کام لے کر محمد بن رشید کی حکومت پر جس کا پایہ تخت حائل تھا۔ اور جو شمالی اور وسط عرب کا ایک نہایت قابل دیندار اور مضبوط حکمران تھا۔ حملہ کر دیا اور منہ کی کھائی تو اسی ابن سعود نے بصرہ کے متصل قصبہ زبیر میں پناہ گزیں تھا۔ اس عظیم الشان عربی حکومت کو مٹانے کے لئے عیسائیوں سے زبانی کی اور اپنے مقصد بہ میں کامیاب ہو گیا۔ جیسا کہ واقعات میں سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱۵) کویت کے ماکم کو اس کے بھائی سمیت ایک شخص مبارک
 ۵۴ نے رات کو قتل کر ڈالا۔ اور خود شیخ کویت بن میثم کویت اس وقت
 ترکی اقتدار میں تھا۔ وہاں سے جب اس سفاک کی معزوری کو حکم آیا
 تو اس نے بغاوت کر دی۔ ابن رشید ۱۱۹۹ھ میں فوت ہو چکا تھا اور
 اس کا بیٹا دانی حامل اپنے باپ کی طرح ترکوں کا دغا دار تھا۔ اسے
 خشکی کی طرف سے ہجرت پر حملہ کا حکم ہوا۔ اور ترکی فوق دریا کی طرف
 سے بڑھی۔ اور دنیا کی مشہور بحری طاقت سترہ ماہ ہوئی اور ادھر
 ابن سعود نجدی نے غیروں کے بل پر ملکیت ابن رشید پر حملہ کر کے
 اور سات برس اسے مصر دین پیکار رکھ کر ایک ایسی سلطنت کا
 خاتمہ کر دیا جو گزشتہ محارہ عظیم میں ترکوں کو شریف مکہ وغیرہ کے حلاوت
 قابل قدر مدد پہنچا سکتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲۲) دنیا کی آخری جنگ عظیم میں جب ترکی سلطنت چاروں طرف
 سے دشمنوں کے حملوں سے خستہ ہو رہی تھی۔ ابن سعود نے اس کے
 دوستوں پر حملہ کر کے اس کی مشکلات میں اضافہ کیا۔

(۳۴) جب عراقیوں نے اس جنگ کے بعد غیر ملکی قابضین سے مطالبہ
 کیا کہ حسب وعدہ ملک خالی کر دو تو ابن سعود نے حملہ کر کے حفر بکر پا کر دیا
 اور وہ عیسائیوں کی غلامی کو دہائیوں کی خونخواری پر ترجیح دینے پر مجبور
 ہوئے۔

(۴۴) ابن سعود نے عمان پر حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کیا
 عیسائیوں نے مداخلت کی اور ابن سعود کے طفیل عربوں کو تسلیم کرنا پڑا
 کہ وہ عیسائی حکومت کے بغیر نجد یوں کے شر سے نہیں بچ سکتے +

(۵۵) شریف حسین اس کوشش میں تھا کہ بیت المقدس پہر مسلماً
 کے قبضہ میں آجائے مگر یہاں بھی ابن سعود ہی کا حملہ مانع ہوا۔ اس
 کی فوجیں حجاز میں گھس گئی تھیں۔ وہ جب حجازیوں کا خوب قلع قمع
 کر دی گئی۔ تو وہ مجبوراً جہک مار کے عیسائی سلطنت سے ہی عداوت طلب

کرنے سے اس سو کی ہر ہانی سے اس شرط منظور کرنی پڑیں گی جن کے لئے سے شریف حسین کو انکار تھا ۔

شریف زیادہ غدار ہے یا ابن سعود ؟

بہریوں کے ہم عقیدہ اشخاص نے ابن سعود کو اسلام و مسلمین کا بڑا طیر خواہ مشہور کر رکھا ہے۔ اور شریف کی ٹہرستو معائب میں بہت بڑا عیب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ترکوں کے ساتھ غدہ کیا۔ آؤ اب ہمیں کہ سجدی سلطان المعظم سے غدہ کرنے میں شریف سے کم ہے یا زیادہ ۔ اخبار التفہیمہ امرت سر نے ، بمبہر ۱۹۱۷ء کے ۲۲۲۲ میں دوڑن غداروں کا مقابلہ کر کے ابن سعود کو بڑھ کر غدار ثابت کیا ہے ۔ اور وہ اس طرح کہ ۔

۱۵ شریف حسین چند سال سے ترکوں کا مخالف اور میسائیل کا معاون ناگزیر سجدی تھا ایک صدی سے جبکہ سوا سو سال سے (سلطنت اسلامیہ کے محنت مخالف اور دشمن ہیں ۔

۱۶ شریف حسین چند سالوں سے مہدائی سلطنت کا ولیف غدار تھا ۔ مگر سجدی مدت دراز سے اس کے ٹک غدار رہے ۔ اور پانچ ہزار پاؤنڈ (۵۰ ہزار روپیہ) ماہوار اس غرض سے لیتے رہے ۔ کہ ترکوں کو زک پہنچانے کے اسباب پیدا کریں ۔

(۳) شریف نے جب ولیف دینے والوں کے میں کردہ معاہدہ پر دستخط نہ کئے ۔ تو جس کا ولیف بند کر دیا گیا ۔ اور جب ترکوں کے لئے حرم شریفین کا کوئی راستہ نہ ملا ۔ تو سجدیوں

۲۲ روبرہ ۱۳۲۷ھ سے سجدی کی غداری ثابت ہے

کہ وہ بھلا بھی بند ہو گیا ۔
 (۴۱) شریف پر بہت بڑا الزام ہے ۔ کہ اس
 نے حاجیوں کی تنہا ہی اور خون کا سامان پیدا
 کیا ۔ مگر اب جو حاجی مدینہ طیبہ سے واپس
 ہو کر آئے ہیں ۔ ان کے بیان سے ظاہر ہوتا
 ہے ۔ کہ اونٹ کرایہ پر دیتے والے بدوؤں
 کو بھی سندھ یوں کے چائوسوں نے اکسایا کہ
 حاجیوں کو راستہ میں چھوڑ دو ۔ تاکہ وہ
 بے آب و دانہ مر جائیں ۔ اور شریف اور زیادہ
 بدنام ہو ۔ مگر جب حاجی اس تکلیف سے واپس
 آئے ۔ ان کو وصول شدہ کرایہ واپس دے
 دیا گیا ۔ (تصدیق کرو اس کی مولانا یکم احمد علی
 صاحب قصوری سے)

جناب مولانا مولوی عبدالباری صاحب فاضلہ کی محکمہ کی
 مکتوب گرامی

بنام حضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علمی پوری

شریف حسین اور ابن سعود نجدی کے متعلق اظہار خیال
 نجدیوں کے مظالم کی تصدیق

ہم یہ خط حضرت شاہ صاحب علی پوری دام مجدہم کی فرمائش پر درج ذیل

کرتے ہیں۔ تاکہ سلطان وقت حاضرہ کے شفق صبح رائے قائم کر سکیں۔ اور
 نجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کی عتباریوں کا شکار نہ ہوں ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَّ مُسْلِمًا

مکرمی دام محمد ہم اسلام علیکم۔ ہم لوگ ہندو مسلم اتحاد میں کوشاں
 ہیں۔ اور ہماری دل آرزو ہے۔ کہ باہم اہل اسلام میں سکھم اور مضبوط اتحاد
 رہے۔ ایسے نازک وقت میں فرقہ وارانہ اختلاف بہت سخت ضرر
 کا باعث ہو گا۔ معاملات مجاز کی پیچیدگی سے اسی خطرناک افتراق
 کا بچے اندیشہ تھا۔ اور اس کے نہ پیش آنے کی توقع سے میں نے
 شریف حین کی اصلاح کرنے کو ان کے ساتھ معاندانہ کارروائی کرنے
 سے زیادہ بہتر سمجھا تھا۔ ورنہ وہ جب سے کہ خدا کے اور رسول
 کے احکام کو بغاوت کر کے بھلا بکے تھے مجھے بھلا دیا تھا۔ مجھ سے
 وہ صاف نہیں رہتے تھے نہ میں ان کی تابید کر سکتا تھا۔ **ثَلَاثَ**
اُمَّةٍ تَدَاخَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ۔ اب ان کا تذکرہ بھی فضل ہے۔ موجودہ
 حالت گذشتہ حالت سے ہی زیادہ پیچیدہ ہو گئی ہے۔ سخت اندیشہ ہے۔
 کہ ہندوستان میں مقلدوں اور غیر مقلدوں کے درمیان افتراق ہو
 جائے۔ جزیرۃ العرب کی اصلاح کو درکنار اپنے یہاں فتنہ و
 فساد آیا برپا ہو کہ جس کا تدارک اگر اب سے نہ کر دیا تو پھر
 نہ ہو سکے۔ میں سلط کے حالات اور غیر سلط کے خیالات اچھی طرح جانتا ہوں
 اور یقیناً جناب بھی اس سے غافل نہ ہونگے۔ اس وقت مجھے اپنی سنجیدہ
 رائے سے محزون و مشکور فرمائیے۔ کہ اس فطرہ کا تدارک کس طرح کیا جائے
 یہ امر نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ کہ جو الزامات شریف
 حسین پر عائد تھے اور جو شبہات ان پر عائد کئے جاتے تھے۔ کم و بیش
 انہی سود بھی ان میں مشترک ہیں۔ بغاوت ترکوں کی وظیفہ خواری
 انگریزوں کی اور برہیت و جہالت کے مظالم ابن سود میں انکے مخالف

متواتر ظاہر کر رہے ہیں۔ اور سقوط طائف کے وقت جو بے ہنگم جماعت بھجیے گئے
 قضا علی کے ہیں وہ طشت از بام ہو رہے ہیں۔ منافقین اور مخالفین جو خلیفہ
 پہنچا رہے ہیں اور قرائن صحیحہ سے جن کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ سخت عبرت ناک
 اور صہرت افزا ہیں اس سے اگر غلط فہم کیا جائے۔ کہ ایسے مقتدا کی
 رو سے انہوں نے مقدس مقامات کی رادۃ یا بلا رادہ بھرتی کی۔ حالانکہ ان
 کے خلاف اعتقاد رکھنے والے کثیر اہل اسلام نظر انداز نہیں کر سکتے اور بیدار
 قیاس یہی نہیں سمجھتے۔ غیر مصافی پر اس شخص کا قتل کیا جانا کوئی پسند نہ
 کر لیا۔ مجھے اہل نجد کے موافق اور مخالف اور معتبر اشخاص کی خبریوں اور
 تذکروں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض ایسی ہشتی جس کا قتل کوئی جو صلاحیت
 کسی قتال کی نہیں رکھتے تھے اور نہ ان کا کوئی ایسا جرم تھا کہ جس پر
 شریعت حلف قتل کا حکم صادر کرے۔ یہی کا خاندان اور ملکی شاہ فیہ
 شیخ عبد اللہ زوادی اور ان کے خاندان کے لوگ جن میں شیخ فانی اور
 اور بچے تھے قتل کر ڈالے گئے۔ اور مولوی ندیم احمد صاحب مجددی مہاجر
 مدینہ منورہ کے فرزند گرفتار کر ڈئے گئے۔ اور ان سے ایک سزار گمنی
 دانشمندی کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ مولوی صاحب خود طائف میں موجود
 تھے۔ اور انہوں نے اپنے روبرو گزرے ہوئے واقعات و حالات
 ذکر کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل عام ہوا۔ عام غارتگری
 کی گئی۔ عورتیں بے حجاب اور مردوں کے کپڑے اتر ڈالے گئے۔ اور یہ
 لوگ پیدل بھوکے پیاسے واپس آئے۔ لیکن ایسی پر خطر حالت میں کہ
 تین فاقہ ان پر گزرے اور مکہ شریف تک بدشواری پہنچے۔ معلوم نہیں
 کہ کتنے مظالم ایسے ہی ان سے سرزد ہوئے ہونگے جن کا بعد میں ثبوت
 ہوگا۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے دوستہ اران ابن سعود فرض یہ ہے کہ
 ان سے یہ مظالم چھڑا دیں۔ سارے ہوئے ظلموں کے تدارک کی طرف توجہ
 دلائیں۔ محض ان کے عیوب پر پردہ پوشی اور ان کی کامیابی پر مبارکبادی
 ان کی دوستی نہیں ہے۔ بلکہ فرقہ وارانہ اختلاف کا پیدا کرنا اور اس کی ذمہ داری

اپنے اوپر ایسا ہے۔ ابن سعود کا قبضہ مکہ مکرمہ پر ان کی پریشانیوں کا پیش خیمہ ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ اختلاف پیدا ہو جائے۔ شریف حسین باوجود بڑے فطرتی ہونے کے ہر دلعزیز نہ ہو سکے۔ کہا انہوں نے اس کی کوشش نہ کی ہوگی۔ ابن سعود ان کو زیادہ کوشش نہیں کر سکتے ہیں۔ خدا جزائے خیر دے سلاطین آل عثمان کو کہ انہوں نے اپنی قوت اور اقتدار کے باوجود وہ کروڑوں روپیہ سالانہ ارض مقدس پر صرف کر کے گو نہ امن قائم رکھا تھا۔ شہزادین یمن نے جمیعت طینی عربیہ بسر کر دی، امیر علی جدہ میں قائم کر چکی ہے ابن سعود اگر ان کے مصالح کے خلاف کچھ کرینگے۔ تو امیر علی ان کی فحاشی کے لئے کافی ہیں۔ وہ ابن سعود کو سوائے تسلیم رکھنے کے کیا چارہ کار ہے۔ اس وقت ان کی ہر دلعزیزی قائم ہے تو یہ نیلے دھڑا رہے۔ میں جس طرح شریف حسین کی اصلاح کو مفید سمجھتا تھا ان کے ساتھ معاندت ہے۔ کیونکہ ان کا عزل میرے نزدیک بہت سی دشواریوں کا پیش خیمہ تھا۔ اسی طرح اب تو مجھے یہی راہ دکھائی دیتی تھی۔ کہ جب تک نعم البدل نہ ملے۔ ابن سعود کی اصلاح کی فکر کی جائے نہ کہ ان کی معاندت کی جائے۔ لیکن ان کے دوستوں نے ویسی فضا پیدا کر دی۔ کہ مجھے مجبوراً یہ انتہائی پیش کرنا پڑا۔ اگر جلد آپ ایسے حضرات نے توجہ نہ فرمائی تو بد سے بدتر حالت ہونے والی ہے۔ امید ہے کہ جواب سے جلد سرفراز فرمائیں گے والسلام

{ فقیر عبد الباری عفی اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ
{ یکم ربیع الشان - ۱۳۴۳ھ }

انتباہ :- مولانا عبد الباری صاحب تمام ارکان غفرت ہند کے سرناج رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت وثوق سے ابن سعود کے مقام کی تصدیق کی ہے۔ دیکھئے تجزیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کے زیور اثر خلاف کشمیاں اور اخبار مولانا موصوف کی حق گوئی پر کیے رہتے ہیں +
(نام حزب الامان)

افکار و حوادث

لاہور اور امرت سر کی خلافت کیتیاں ان دنوں ان دنوں کے دستہ میں
ہیں جو بزرگان دین کے دن سنا حرام سمجھتے ہیں۔ مگر ابن سود سجدی کے قبضہ نہ کر
پرائیوں نے جشن سنا اور چاغان کرنا ہاتھ کر دیا ہے۔ جو یہ جو خدائی اختیار ہے
کے دامن کو حاصل تھے کہ جس چیز کو چاہیں حرام کریں اور جسے چاہیں حلال قرار
دے سجدی کی فتح پر غیر مقلدوں کو حاصل ہو گئے ہیں ۔

سجدی کے جشن فتح کے جلسہ منعقد ہوا۔ وہیں صدر خلافت
کیٹی لاہور نے جن کے خاندان کو غزنی سے اڑکے علاقہ کی بنا پر خوارق از وطن ہونے
کا فخر حاصل ہے خفیوں کو بڑی سخت دھمکی دی۔ کہ اگر وہ آج وہاں کی فتح پر شریک
جشن نہ ہوئے تو کل اہل حدیث ہی اسیر کا بل وغیرہ خفی مد ظہن کی فتنی بی پر شامل ہو گئے
خدا کے لئے اس دھمکی کو عملی جامہ نہ پہنایا۔ روز دوسرے خفیوں کی حاجت میں اگر اپنی
نسبت آبادی سے ایک ہی وہابی شامل نہ ہوا۔ تو جلسہ بے رونق رہ گیا

لاہور کا مشہور روزنامہ جس کی باگ سجدوں کے ہم عقیدہ ہوا خواہوں کے ہاتھ
میں رہی ہے اپنے کوسخت سمجھتا ہے۔ کہ باوجود علم دین سے بے خبری کے عدائے
دین کی نکتہ چینی کرے۔ اور بزرگوں کی چکری اچھال دے۔ مگر جب کوئی عالم دین
کسی لیڈر کا خلاف شریعت فعل یا کر صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرے۔ تو وہ
فعل وراثت پر جاتا ہے۔ اور جی بھر کے صلواتیں سنا تا ہے۔ انہی بے ادبیوں کی
وجہ سے ہی توشیعہ کی طرح غیر مقلد دنیا میں بدنام ہیں ۔

خفی علماء جو روزنامہ نہ کور کی غیر مقلد نہ سحر میں کا رد لکھ کر بھیجیں۔ اس
کے کاموں میں جگہ نہیں مل سکتی۔ مگر جب کسی غیر مقلد کی چائے سے تواضع کر
دی جائے تو اس کا ذکر بڑے فخر سے اخبار میں کر دیا جاتا ہے۔ کاش ان لوگوں کے
دل میں چائے جتنی ہی دین کی قدر ہوگی ۔

شکریہ

ماہر محمد بن صاحب لال باشر ٹیلر جسے سب اول شکر کے مستحق ہیں جنہوں نے
پانچ سو روپے کے لئے پچیس سو روپے فدا کیا گئے۔ خدا ان کی عمر اور مال میں برکت دے۔
تاکہ وہ دینی کاموں میں بیش از پیش حصہ لے سکیں۔ مسلمانوں نے جو چند دنوں میں
سیکڑوں کی تعداد میں حزب الاحناف کی رکعت اختیار کر لی ہے، ایسا اس سے
یقین واثق ہو گیا کہ ان کی کوشش سے گمراہ فرقے جلد صراطِ مستقیم اختیار کر لیں گے۔

مسلمانوں کی فرقوں کی عیاریوں سے بچو

اے بھولے بھالے مسلمان بھائیو! تمہارے لئے بڑا نادر وقت ہے۔ سو برس
کے اندر اندر نئے پیدا شدہ فرقے طرح طرح کی عیاریوں سے تمہیں ہراہ ملکیت
حذیفہ سے دور پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جو تمہیں ان کے فریبوں سے
مطلع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے تفرقہ انداز اور اتحاد شکن مشہور کرنے لگ
جاتے ہیں۔ حالانکہ سب سے بڑے مفید وہ ہیں جنہوں نے تیرہ سو سال کی (خفی) جماعت
کو چھوڑ کر اور سوادِ اعظم سے منہ موڑ کر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی۔ اور اس شعر
کے مخالف ٹھہرے

یہ چھوٹی سی مسجد تیری بی فریبین

نہ جانے مصلحت نہ جانے وضو ہے

ان پر اُلٹا چڑھ کر تو ال کو ڈانٹنے کی حزب النسل راست بیٹھتی ہے کہ نفاق و شقاق
بین المسلمین کے رنگب توخ وہیں مگر کمال شہنشاہی سے بڑی اسلامی جماعت کو گمراہ اور فتنہ پرداز
کے ہیں۔ اگر وہ واقعی اتفاق و اتحاد کے خواہاں ہیں تو آجیں سوادِ اعظم کی طرف جس
پاک حکیم نبی مسلم نہ الی اتھ ہے۔ اور چھوڑ دیں شیعہ۔ اہلحدیث۔ احمدی اور
اہل قرآن (چکرا لوی) کہلانا اور خود کو ساتھ ساتھ مل کو خلاف جماعت رائی کرنا اور وہ ایسا نہیں
کئے تبتائیں کہ انہیں ہم پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہو۔ خود تو دین حنیفہ کو شانے کی کوشش و حرطے سے